بحث فاتحہ ، تیجہ،دسواں،چالیسواں کا بیان

اس بحث میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں

مقدمہ

بدنی اور مالی عبادات کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخشنا جائز ہے اور پہنچتا ہے، جس کا ثبوت قرآن وحدیث اور اقوال فقہاء سے ہے۔قرآن کریم نے ایک دوسرے کے لئے دعا کرنے کا حکم دیا۔نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے۔مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ میں ہے کہ حضرت سعد نے کنواں کھدوا کر فرمایا:

ھٰذا لام سعد o ''یہ ام سعد کا کنواں ہے''فقہاء نے ایصال ثواب کا حکم دیا۔ہاں بدنی عبادات میں نیابت جائز نہیں۔یعنی کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز فرض پڑھ دے تو اس کی نماز ادا نہ ہوگی۔ہاں نماز کا ثواب بخشا جا سکتا ہے۔مشکوٰۃ باب الفتن باب الملاحم فصل دوم میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی سے فرمایا کہ:

من یضمن لی منکم ان یصلی لی فی مسجد العشار رکعتین او اربعا و یقول ھٰذہٖ لابی ھریرۃ o

ترجمہ: تم میں سے کون ذمہ داری اٹھاتا ہے کہ وہ مسجد عشار میں دو یا چار رکعت نفل پڑھے اور کہے کہ یہ ابی ہریرہ کے لئے ہیں۔

اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ عبادت بدنی یعنی نماز بھی کسی کے ایصال ثواب کی نیت سے ادا کرنا جائز ہے۔دوسرے یہ کہ زبان سے ایصال ثواب کرنا کہ اس کا ثواب فلاں کو دے بہت بہتر ہے۔تیسرے یہ کہ برکت کی نیت سے بزرگان دین کی مسجدوں میں نماز پڑھنا باعث ثواب ہے۔رہی عبادت مالی یا مالی وبدنی کا مجموعہ جیسے زکوٰۃ اور حج اسمیں اگر کوئی شخص کسی سے کہہ دے کہ تم میری طرف سے زکوٰۃ دے دو تو دے سکتا ہے۔اور اگر صاحب مال میں حج کرنے کی قوت نہ رہے تو دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے۔لیکن ثواب ہر عبادت کا ضرور پہنچتا ہے۔اگر میں کسی کو اپنا مال دے دوں تو وہ مالک ہو جاوے گا،اسی طرح یہ بھی ہے۔ہاں فرق یہ ہے کہ مال تو کسی کو دے دیا تو اپنے پاس نہ رہا۔اور اگر چند کو دیا تقسیم ہو کر ملا لیکن ثواب اگر سب کو بخش دیا تو سب کو پورا پورا ملا اور خود بھی محروم نہ رہا۔جیسے کہ کسی کو قرآن پڑھایا تو سب کو پورا قرآن آ گیا اور پڑھانے والے کا جاتا نہ رہا۔

دیکھو شامی جلد اول بحث دفن میت۔اسی لئے نابالغ بچے سے ہدیہ لینا منع ہے مگر ثواب لینا جائز ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ ثواب کسی کو نہیں پہنچتا۔کیونکہ قرآن کریم میں ہے:

لھا ما کسبت و علیھا ما اکتسبت o (بقرہ:۲۸۶)

ترجمہ: ہر نفس کے لئے وہ ہی مفید و مضر ہے جو اس نے خود کر لیا۔

نیز قرآن میں ہے:

لیس للانسان الا مسعیٰ o (نجم:۲۹)

ترجمہ: انسان کے لئے نہیں ہے مگر وہ جو خود کرے۔

جس سے معلوم ہوا کہ غیر کا کام اپنے لئے مفید نہیں لیکن یہ غلط ہے۔کیونکہ یہ لام کی ملکیت کا ہے یعنی انسان کے لئے قابل بھروسہ اور اپنی ملکیت اپنے ہی اعمال ہیں۔نہ معلوم کہ کوئی اور ایصال ثواب کرے یا نہ کرے اس بھروسہ پر اپنے عمل سے غافل نہ رہے (دیکھو تفسیر خزائن العرفان وغیرہ) یا یہ حکم ابراہیم وموسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں کا تھا نہ کہ اسلام کا۔یہاں اس کی نقل ہے یا یہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے: واتبعتھم ذریتھم بایمان o (طور:۲۱) یہ ہی عبداللہ ابن عباس کا قول ہے اسی لئے مسلمانوں کے بچے ماں باپ کی طفیل جنت میں جاویں گے۔بغیر عمل درجات پائیں گے۔دیکھو جمل وخازن۔یا یہ آیت بدنی اعمال میں نیابت کی نفی کرتی ہے۔اسی لئے ان میں کسب وسعی کا ذکر ہے نہ کہ ہبہ ثواب کا۔یا یہ ذکر عدل ہے اور وہ فضل،غرضیکہ اس کی بہت توجیہات ہیں۔

فاتحہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں وغیرہ اسی ایصال ثواب کی شاخیں ہے۔فاتحہ میں صرف یہ ہوتا ہے کہ تلاوت قرآن جو کہ بدنی عبادت ہے۔اور صدقہ یعنی مالی عبادت کا جمع کر کے ثواب پہنچایا جاتا ہے۔

پہلا باب

فاتحہ کے ثبوت میں

تفسیر روح البیان زیر آیت وھٰذا کتب انز لنٰہ مبٰرک o (انعام:۱۱۵) میں ہے:

وعن حمید ابن الا عرج قال من قرا القران وختمہ ثم دعا امن علیٰ دعائہٖ اربعۃ الاف ملک ثم لایزالون یدعون لہ ویستغفرون ویصلون علیہ الیٰ المساء او لی الصباح o

ترجمہ: حضرت حمید اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن ختم کرے پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں پھر اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں اور مغفرت مانگتے رہتے ہیں شام یا صبح تک۔

یہ ہی مضمون نووی کتاب الاذکار کتاب تلاوت القرآن میں بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ ختم القرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور ایصال ثواب بھی دعا ہے لہٰذا اس وقت ختم پڑھنا بہتر ہے۔ اشعۃ اللمعات باب زیارت القبور میں ہے:

و تصدق کردہ شوداز میت بعد رفتن اواز عالم تا ھفت روز۔

ترجمہ: میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جاوے۔

اسی اشعۃ اللمعات میں اسی باب میں ہے:

و بعض روایات آمدہ است کہ روح میت مے آید خانہ خودرا شب جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند از وے یا نہ ۔

ترجمہ: جمعہ کی رات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رواج ہے کہ بعد موت سات روز تک برابر روٹیاں خیرات کرتے ہیں اور ہمیشہ جمعرات کو فاتحہ کرتے ہیں۔ اس کی یہ اصل ہے۔ انوار ساطعہ صفحہ ۱۴۵ اور حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن اور پوچھنے ماہ اور سال بھر بعد صدقہ دیا۔ یہ تیجہ ششماہی اور برسی کی اصل ہے۔

نووی نے کتاب الاذکار باب تلاوت القرآن میں فرمایا کہ انس ابن مالک ختم القرآن کے وقت اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا مانگتے۔ حکیم ابن عتبہ فرماتے ہیں کہ ایک مجمع کو مجاہد و عبدہ ابن ابی لبابہ نے بلایا اور فرمایا کہ ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ آج ہم قرآن پاک ختم کر رہے ہیں۔ اور ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت مجاہد سے بروایت صحیح منقول ہے کہ بزرگان دین ختم القرآن کے وقت مجمع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس وقت رحمت نازل ہوتی ہے (نووی کتاب الاذکار) لہٰذا تیجہ وہ چہلم کا اجتماع سنت سلف ہے۔ درمختار بحث قراءت للمیت باب الدفن میں ہے:

فی الحدیث من قرا الاخلاص احد عشر مرۃ ثم وھب اجرھا للاموات اعطی من الاجر

بعدد الاموات o

ترجمہ: حدیث میں ہے کہ جو شخص گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کر برابر ثواب ملے گا۔

شامی میں اسی جگہ ہے:

ویقرا من القرآن ما تیسر له من الفاتحة و اول البقرة الی المفلحون و اٰیة الکرسی و اٰمن الرسول وسورة یٰس و تبارك الملك و سورة التکاثر و الاخلاص اثنی عشر مرة او احدیٰ عشر او سبعا او ثلاثاً ثم یقول اللهم اوصل ثواب ماقراناه الیٰ فلان او الیهم o

ترجمہ: جو ممکن ہو قرآن پڑھے سورۃ فاتحہ، بقرہ کی اول آیات اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول اور سورۃ لیس آور ملک اور سورہ تکاثر اور سورہ ء اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین دفعہ، پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔

ان عبارات فاتحہ مروجہ کا پورا طریقہ بتایا گیا۔یعنی مختلف جگہ سے قرآن پڑھنا پھر ایصال ثواب کی دعا کرنا اور دعا میں ہاتھ اٹھانا سنت، لہذا ہاتھ اٹھاوے۔غرضیکہ فاتحہ مروجہ پوری پوری ثابت ہوئی۔

فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۷۵ میں ہے:

طعامیکه ثواب آن نیاز حضرت امامین نمایند و برآں قل و فاتحه و تقدم تاخر درود خواندن متبرك می شود و خوردن بسیار خوب است۔

ترجمہ: جس کھانے پر حضرات حسنین کی نیاز کریں اس پر قل اور فاتحہ اور درود پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اسی فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۴۱ میں ہے:

اگر مالیده شیر برنج بنابر فاتحه بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پخته بخوراند جائز است مضائقه نیست۔

ترجمہ: اگر دودھ مالیدہ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلا وے تو جائز ہے ،کوئی مضائقہ نہیں۔

مخالفین کے پیشوا شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی تیجہ ہوا۔ چنانچہ اس کا تذکرہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے ملفوظات صفحہ ۸۰ میں اس طرح فرمایا:

روز سوم کثرت هجوم مردم آں قدر بود که بیروں از حساب است هشتاد ویك کلام الله به شمار آمده زیاده هم شده باشدو کلمه راحصر نیست۔

ترجمہ: تیسرے دن لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار سے باہر ہے اکیاسی ختم کلام اللہ شمار میں آئے اور زیادہ بھی ہوئے ہوں گے کلمہ طیبہ کا تو اندازہ نہیں۔

اس سے تیجہ کا ہونا اور اس میں ختم کلام اللہ کرانا ثابت ہوا۔ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند تحذیر الناس صفحہ ۲۴ پر فرماتے ہیں: جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر بعض روایات میں اس قدر کلمے کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے، آپ نے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کی اطلاع نہ دی۔ بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے سبب پوچھا: اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔" اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ ایک لاکھ پچھتر ہزار بخشنے سے مردے کی بخشش کی امید ہے اور تیجہ میں چنوں پر یہی پڑھا جاتا ہے۔

ان تمام عبارات سے فاتحہ اور تیجہ وغیرہ کے تمام مراسم کا جواز معلوم ہوا۔ فاتحہ میں پنج آیت پڑھنا پھر ایصال ثواب کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔ تیجہ کے دن قرآن خوانی کلمہ شریف کا ختم، کھانا پکا کر نیاز کرنا سب معلوم ہو گیا صرف ایک بات باقی ہے کھانا سامنے رکھ کر، ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا۔ اس کے متعلق مختلف رواج ہیں: کاٹھیاں واڑ میں تو اولاً کھانا فقراء کو کھلا دیتے ہیں۔ پھر بعد میں ایصال ثواب کرتے ہیں۔ اور یوپی و پنجاب اور عرب شریف میں کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب کراتے ہیں۔ پھر کھلاتے ہیں، دونوں طرح جائز ہے اور احادیث سے ثابت ہے۔ مشکوۃ میں بھی بہت سی روایات موجود ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کھانا ملاحظہ فرما کر صاحب طعام کے لئے دعا فرمائی۔ بلکہ حکم دیا کہ دعوت کھا کر میزبان کو دعا دو اسی طرح مشکوۃ باب آداب طعام میں ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام جب کھانے سے فارغ ہوتے تو فرماتے:

الحمدللہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ غیر مکفی ولا مودع ولا مستغنی عنہ ربناo

جس سے معلوم ہوا کہ کھانے کے بعد دو چیزیں مسنون ہیں۔ حمد الٰہی کرنا اور صاحب طعام کے لئے دعا کرنا اور فاتحہ میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ اور غالبًا اس قدر کا انکار مخالفین بھی نہیں کرتے ہوں گے۔ رہا کھانا سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اس کی بہت سی احادیث آئی ہیں۔ مشکوٰۃ باب المعجزات فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کچھ خرمے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لایا ہوں اور عرض کیا کہ اس کے لئے دعائے برکت فرمادیں۔

فضمھن ثم دعالی فیھن بالبرکۃo

ترجمہ: آپ نے ان کو ملایا اور دعائے برکت کی۔

مشکوٰۃ باب المعجزات فصل اول میں ہے کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام میں کھانے کی کمی ہوگئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام اہل لشکر کو حکم دیا کہ جو کچھ جس کے پاس ہو لاؤ۔ سب حضرات کچھ نہ کچھ لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا اس پر یہ سب رکھا گیا۔

فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ بالبرکۃ ثم قال خذوا فی اوعیتکمo

ترجمہ: پس اس پر دعا فرمائی اور فرمایا کہ اب اس کو اپنے برتنوں میں رکھ لو۔

اسی مشکوٰۃ اسی باب میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا حضرت ام سلیم نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا۔ لیکن بہت لوگوں کو بلایا گیا۔

فرایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یدہ علیٰ تلک الحیسۃ و تکلم بما شاء اللہo

ترجمہ: اس کھانے پر دست مبارک رکھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ پڑھا۔

اسی مشکوٰۃ اسی باب میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ خندق کے دن کچھ تھوڑا کھانا پکا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے مکان میں تشریف لائے۔

فاخرجت لہ عجینا فبصق فیہ و بارکo

ترجمہ: آپ کے سامنے گندھا ہوا آٹا پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں لعاب شریف ڈالا اور دعائے برکت کی۔

اس قسم کی بہت سی روایات پیش کی جاسکتی ہیں۔مگر اتنے پر کفایت کرتا ہوں۔

اب فاتحہ کے تمام اجزاء بخوبی ثابت ہوگئے، والحمدللہ۔عقلاً بھی فاتحہ میں کوئی حرج نہیں کیونکہ جیسا کہ پہلے مقدمہ میں عرض کیا جاچکا کہ فاتحہ دوعبادتوں کے مجموعے کا نام ہے۔تلاوت قرآن اور صدقہ اور جب یہ دونوں کام علیحدہ علیحدہ جائز ہیں تو ان کو جمع کرنا کیوں حرام ہوگا۔بریانی کھانا کہیں بھی ثابت نہیں مگر حلال ہے۔کیونکہ اس کے لئے کہ بریانی، چاول، گوشت، گھی وغیرہ کا مجموعہ ہے اور جب اس کے سارے اجزاء حلال تو بریانی بھی حلال۔ہاں جہاں چند حلال چیزوں کا جمع کرنا حرام ہو جیسا کہ دو ہمشیرہ ایک نکاح میں یا چند حلال چیزوں کے ملنے سے کوئی حرام چیز بن جاوے مثلاً مجموعہ میں نشہ پیدا ہوگیا۔تو یہ مجموعہ اس عارضہ کی وجہ سے حرام ہوگا۔یہاں قرآن کی تلاوت اور صدقہ جمع کرنا شریعت نے حرام نہ کیا اور ان کے اجتماع سے کوئی حرام چیز پیدا نہ ہوئی۔پھر یہ کام حرام کیوں ہوگا۔دیکھو بکری مر رہی ہے۔اگر ویسے ہی مر جائے تو مردار ہے جہاں اللہ کا نام لے کر ذبح کیا حلال ہوگئی۔قرآن کریم تو مسلمانوں کے لئے رحمت اور شفاء ہے۔شفآء و رحمة للمومنين o (الاسراء:۸۲) پھر اگر اس کی تلاوت کردینے سے کھانا حرام ہوجاوے تو قرآن رحمت کہاں رہا: زحمت ہوا۔مگر ہاں مومنین کے لئے رحمت ہے کفار کے لئے زحمت۔ولا يزيد الظلمين الا خسارا o (الاسراء:۸۲) اس سے ظالم تو نقصان میں رہتے ہیں کہ اس کے پڑھے جانے سے کھانے سے محروم ہوگئے۔نیز جس کے لئے دعا کرنا ہو اس کو سامنے رکھ کر دعا کرنا چاہیئے۔جنازے میں میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔کیونکہ اسی کے لئے دعا ہے۔اس کو سامنے رکھ لیا۔اسی طرح سامنے کھانے کو رکھ کر دعا کی تو کون سی خرابی ہے۔اسی طرح قبر کے سامنے کھڑے ہوکر دعا پڑھتے ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرما کر مذبوحہ جانور سامنے رکھ کر پڑھا:

اللهم هذا من امة محمد o

ترجمہ: اے اللہ یہ قربانی میری امت کی طرف سے ہے۔

حضرت خلیل اللہ نے کعبہ کی عمارت سامنے لے کر دعا کی: ربنا تقبل منا o (بقرہ:۱۲۷) اب بھی عقیقہ کا جانور سامنے رکھ کر ہی دعا پڑھی جاتی ہے۔لہٰذا اگر فاتحہ میں بھی کھانا سامنے رکھ کر ایصال ثواب ہو تو کیا حرج ہے۔

بسم اللہ سے کھانا شروع کرتے ہیں۔اور بسم اللہ بھی قرآن شریف کی آیت ہے۔اگر کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا منع ہو تو بسم اللہ پڑھنا بھی منع ہونا چاہیئے۔

مانعین کے پیشوا بھی فاتحہ مروجہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب **الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** میں فرماتے ہیں:

پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا سوال نمایند۔

ترجمہ: پھر دس بار درود پڑھیں اور پورا ختم کریں اور تھوڑی شیرینی پر تمام خواجگان چشت کی فاتحہ دیں پھر خدا سے دعا کریں۔

شاہ ولی اللہ صاحب زبدۃ النصائح صفحہ ۱۳۲ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

و شیربرنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزندو بخورند مضائقہ نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء راھم خوردن جائز است۔

ترجمہ: دودھ چاول پر کسی بزرگ کی فاتحہ دی ان کی روح کو ثواب پہچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں تو کچھ حرج نہیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جاوے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

مولوی اشرف علی و رشید احمد صاحبان کے مرشد حاجی امداد صاحب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' میں فرماتے ہیں:

''نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ اس میں بھی تخصیص و تعیین کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب و فرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعث تقلید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورہ خاص معین کرنے کو فقہاء محققین نے جائز رکھا ہے جو تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے۔''

پھر فرماتے ہیں جیسے کہ نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے۔ مگر موافقت قلب و زبان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اگر یہاں بھی زبان سے کہہ لیا جاوے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جاوے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور اس کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا۔ تو جمع بین العبادتین میں ہے''۔

پھر فرماتے ہیں: ''اور گیارہویں حضرت غوث پاک کی، دسواں، بیسواں، چہلم، ششماہی سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ محمد عبدالحق اور بر سینی حضرت شاہ بو علی قلندر اور حلوا شب براءت و دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی

قاعدے پر مبنی ہیں۔"

پیر صاحب کے اس کلام نے بالکل فیصلہ فرمادیا۔الحمدللہ کہ مسئلہ فاتحہ دلائل عقلیہ نقلیہ اوراقوال مخالفین سے بخوبی واضح ہوگیا اللہ تعالیٰ قبول کی توفیق دے۔آمین

دوسراباب

فاتحہ پر اعتراضات و جوابات میں

اس مسئلہ فاتحہ پرمخالفین کےحسب ذیل اعتراضات مشہور ہیں:

اعتراض ۱: بہت سے فقہاء نے تیسرے اور ساتویں روز میت کے لئے کھانا پکانا منع کیا ہے (دیکھو شامی عالمگیری) بلکہ بزازیہ نے تو لکھا ہے: وبعد الاسبوع ٥ یعنی ہفتہ کے بعد بھی پکانا منع ہے۔اس میں برسی ششماہی چہلم سب شامل ہیں۔نیز قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی نے وصیت فرمائی تھی:"کہ بعد مردن من رسوم دنیاوی دھم و بستم و چھلم و ششماھی و برسینی ھیچ نہ کنند کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زیادہ ازسہ روز ماتم کردن جائز نہ داشتہ "نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میت کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے۔وغیرہ وغیرہ

جواب: فقہاء نے میت کے ایصال ثواب سے منع نہ کیا بلکہ حکم دیا جیسا کہ پہلے باب میں عرض کرچکے ہیں۔جس کو فقہاء منع کرتے ہیں وہ چیز ہی اور ہے وہ ہے میت کے نام پر برادری کی روٹی لینا۔یعنی قوم کے طعنہ سے بچنے کے لئے جومیت کے تیجے،دسویں وغیرہ میں برادری دعوت عام کی جاتی ہے وہ ناجائز ہے اس لئے کہ یہ نام ونمود کے لئے ہے اورموت نام ونمود کا وقت نہیں ہے اگر فقراء کو بغرض ایصال ثواب فاتحہ کرکے کھانا کھلانا تو سب کے نزدیک جائزہے۔شامی جلداول کتاب الجنائزباب الدفن میں ہے:

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور ٥

ترجمہ: یعنی میت والوں سے دعوت لینا مکروہ ہے کیونکہ یہ تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم پر۔

دعوت لینے کے وہ ہی معنی کہ برادری مجبور کرے کہ روٹی کر۔پھر فرماتے ہیں:

وھٰذا الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیحترز عنھا لانھم لا یریدون بھا وجہ اللّٰہ ٥

ترجمہ: یہ سارے کام محض دکھاوے کے ہوتے ہیں لہٰذا ان سے بچے کیونکہ اس سے اللہ کی رضا نہیں چاہتے۔

صاف معلوم ہوا کہ فخریہ طور پر برادری کی دعوت منع ہے پھر فرماتے ہیں:

وان اتخذ طعاما للفقراء کان حسناo

ترجمہ: اگر اہل میت نے فقراء کے لئے کھانا پکایا تو اچھا ہے یہ فاتحہ کا جواز ہے۔

قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی کا اپنے تیجہ دسویں سے منع فرمانا بالکل درست ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ رسوم دنیاوی جو تیجہ وغیرہ ہے وہ نہ کریں۔ رسوم دنیا کیا ہے عورتوں کا تیجہ وغیرہ کو جمع ہو کر رونا پیٹنا نوحہ کرنا وہ واقعی حرام ہے۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ تین دن سے زیادہ تعزیت جائز نہیں۔ اس جگہ ایصال ثواب اور فاتحہ کا ذکر نہیں۔ جس کا مقصد یہ ہوا کہ تیجہ وغیرہ میں ماتم نہ کریں۔ تمہارا یہ کہنا کہ میت کا کھانا دل کو مردہ کرتا ہے ہم نے یہ حدیث کہیں نہ دیکھی۔ اگر یہ حدیث ہو تو ان حدیث کا کیا مطلب ہوگا جن میں مردوں کی طرف سے خیرات کرنے کی رغبت دی گئی ہے۔ نیز تم بھی کہتے ہو کہ بغیر تاریخ مقرر کئے ہوئے مردے کے نام پر خیرات جائز ہے۔ اس خیرات کو کون کھائے گا؟ جو آدمی کھالے اس کا دل مردہ ہو جائے گا تو کیا اس کو ملائکہ کھائیں گے۔

مسئلہ: میت کے فاتحہ کا کھانا صرف فقراء کو کھلایا جاوے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس پر مستقل رسالہ لکھا: "جلی الصوت النھی الدعوت عن الموت" بلکہ دیکھنے والے تو کہتے ہیں، کہ خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کسی اہل میت کے ہاں تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے تو وہاں پان حقہ وغیرہ بھی نہ استعمال فرماتے تھے۔ اور خود وصایا شریف میں وصیت موجود ہے۔ کہ ہماری فاتحہ کا کھانا صرف فقراء کو کھلایا جاوے۔ نیز اگر میت کی فاتحہ میت کے ترکہ سے کی ہے۔ تو خیال رہے کہ غائب وارث یا نابالغ کے حصہ سے فاتحہ نہ کی جاوے یعنی اولاً مال سے میت تقسیم ہو جاوے پھر کوئی بالغ وارث اپنے حصہ سے یہ امور خیر کرے۔ ورنہ یہ کھانا کسی کو بھی جائز نہ ہوگا کہ بغیر مالک کی اجازت یا بچہ کا مال کھانا جائز نہیں۔ یہ ضرور خیال رہے۔

اعتراض ۲: فاتحہ کے لئے تاریخ مقرر کرنا ناجائز ہے۔ گیارھویں تاریخ یا تیسرا، دسواں، بیسواں، چہلم اور برسی وغیرہ یہ دن کی تعین محض لغو ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

والذین ھم عن اللغو معرضونo (مومنون:۲) "مسلمان لغو کاموں سے بچتے ہیں" بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو ایصال ثواب کرو۔ تیسرے دن کا انتظار کیسا؟ نیز تیجہ کے لئے چنے مقرر کرنا وہ بھی بھنے ہوئے یہ محض لغو اور بے ہودہ ہے اس لئے تیجہ وغیرہ کرنا منع ہے۔

جواب: مقرر کرنے کا جواب تو ہم قیام میلاد کی بحث میں دے چکے ہیں۔ کسی جائز کام کے لئے دن تاریخ مقرر کرنے کا محض یہ مقصد ہوتا ہے کہ مقرر دن پر سب لوگ جمع ہو جائیں گے اور مل کر یہ کام کریں گے۔ اگر کوئی وقت مقرر ہی نہ ہو تو بخوبی یہ کام نہیں ہوتے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وعظ کے لئے جمعرات کا دن مقرر فرمایا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ روزانہ وعظ فرمایا کیجئے۔ فرمایا تم کو تنگی میں ڈالنا مجھ کو پسند نہیں۔ (دیکھو مشکوٰۃ کتاب العلم) بخاری نے تو باری مقرر کرنے کا باب باندھا۔ یہ محض آسانی کے لئے ہوتا ہے۔ آج بھی مدارس کے امتحان جلسے، تعطیلات کے مہینہ اور تاریخیں مقرر ہوتی ہیں کہ لوگ ہر سال بغیر بلائے ان تاریخوں پر پہنچ جاویں۔ صرف یہ ہی مقصد ان کا بھی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ یہ ہی تاریخیں مقرر کیوں کیں۔ تو سنئے! تو گیارہویں کے مقرر ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلاطین اسلامیہ کے تمام محکموں میں چاند کی دسویں تاریخ کو تنخواہ تقسیم ہوتی تھی اور ملازمین کا خیال یہ تھا کہ ہماری تنخواہ کا پہلا پیسہ حضرت غوث پاک کی فاتحہ پر خرچ ہو۔ لہٰذا جب وہ شام کو دفتر سے گھر آتے تو کچھ شیرینی لیتے آتے بعد نماز مغرب فاتحہ دیتے یہ شب گیارہویں شریف ہوتی تھی۔ یہ رواج ایسا پڑا کہ مسلمانوں میں اس فاتحہ کا نام گیارہویں شریف ہو گیا۔ اب جس تاریخ کو بھی حضور غوث پاک کی فاتحہ کریں یا کچھ پیسہ ان کے نام پر خرچ کریں۔ اس کا نام گیارہویں ہی ہوتا ہے۔ یوپی اور کاٹھیاواڑ میں ماہ ربیع الآخر میں سارے ماہ فاتحہ ہوتی ہے مگر نام گیارہویں ہی ہوتا ہے۔

نیز بزرگوں کے بڑے بڑے واقعات دسویں تاریخ کو ہوئے جس کے بعد گیارہویں رات آئی ہے۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمین پر آنا، ان کی توبہ قبول ہونا، نوح علیہ السلام کی کشتی کا پار لگنا، اسمٰعیل علیہ السلام کا ذبح سے نجات پانا، یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا، یعقوب علیہ السلام کا فرزند سے ملنا، موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا، ایوب علیہ السلام کا شفا پانا، امام حسین کا شہید ہونا اور سید الشہداء کا درجہ پانا، سب دسویں تاریخ کو واقع ہوئے۔ اس کے بعد جو پہلی رات آئی۔ وہ گیارہویں تھی۔ لہٰذا یہ رات متبرک ہے۔ اسی لئے گیارہویں کی فاتحہ اکثر شب گیارہویں میں ہوتی ہے کیونکہ متبرک راتوں میں صدقہ وخیرات وغیرہ کرنا چاہیئے۔

اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے بلکہ خود میرا بھی تجربہ ہے کہ اگر گیارہویں تاریخ کو کچھ مقرر پیسوں پر فاتحہ پابندی سے کی جاوے تو گھر میں بہت برکت رہتی ہے۔ میں بحمدہ اللہ تعالیٰ اس کا بہت سختی سے پابند ہوں اور اس کی بہت برکت دیکھتا ہوں۔ "کتاب یازدہ مجلس" میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

بارھویں یعنی بارہ تاریخ کی میلاد کے بہت پابند تھے ایک بار خ ﷺ اب میں سرکار نے فرمایا کہ عبدالقادر! تم نے بارھویں سے ہم کو یاد کیا۔ہم تم کو گیارھویں دیتے ہیں۔یعنی لوگ گیارھویں سے تم کو یاد کیا کریں گے۔اسی لئے ربیع الاول میں عموماً میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل ہوتی ہے۔تو ربیع الثانی میں حضور غوث پاک کی گیارھویں۔ چونکہ یہ سرکاری عطیہ تھا،اس لئے تمام دنیا میں پھیل گیا۔لوگ تو شرک وبدعت کہہ کر گھٹانے کی کوشش کرتے رہےمگر اس کی ترقی ہوتی گئی۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

تیجہ کے لئے تیسرا دن مقرر کرنے میں بھی مصلحت ہے۔پہلے دن تو لوگ میت کی تجہیز وتکفین میں مشغول رہتے ہیں دوسرے دن آرام کرنے کے لئے خالی چھوڑا گیا۔تیسرے دن عام طور پر جمع ہو کر فاتحہ قل وغیرہ پڑھتے ہیں۔یہ تیسرا دن تعزیت کا آخری دن ہے کہ اس کے بعد تعزیت کرنا منع ہے الا للغائب۔

عالمگیری کتاب الجنائز باب الدفن میں ہے:

ووقتها من حين يموت الیٰ ثلٰثة ايام ويكره بعد ها الا ان يكون المعزیٰ او المعزیٰ اليه غائباo

ترجمہ: اور ماتم پرسی کا وقت مرنے کے وقت سے تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے مگر تعزیت دینے والا یا لینے والا غائب ہو۔

آج تک تو لوگ تعزیت کے لئے آتے رہے۔اب نہ آئیں گے تو کچھ ایصال ثواب کر کے جاویں نیز باہر کے پردیسی خویش واقربا بھی اس فاتحہ میں شرکت کر لیتے ہیں کہ تین دن میں مسافر بھی اپنے گھر پہنچ سکتا ہے۔

چہلم برسی وغیرہ کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان کا منشا ہے کہ سال بھر تک میت کو وقتاً فوقتاً ثواب پہنچاتے رہیں کیونکہ بعد مرنے کے اول اول مردے کا دل اپنے دوست اور احباب سے لگا رہتا ہے پھر آہستہ آہستہ بالکل ادھر سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔لڑکی کا نکاح کر کے سسرال بھیجتے ہیں۔تو اولاً جلد از جلد اس کو بلانا چلانا ہدیہ وغیرہ بھجنا جاری رہتا ہے۔پھر جس قدر زیادہ مدت گزری یہ کام بھی کم ہوتے گئے۔کیونکہ شروع میں وہاں دلجمعی اس کو حاصل نہیں ہوتی۔اس کی اصل حدیث سے بھی ملتی ہے بعد دفن کچھ دیر قبر پر کھڑا ہو کر ایصال ثواب اور تلقین سے میت کی مدد کرنی چاہئیے۔حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ بعد دفن تھوڑی دیر میری قبر پر کھڑا رہنا تاکہ تمہاری وجہ سے میرا دل لگ جاوے اور نکرین کو جواب دے لوں چنانچہ مشکوٰۃ باب الدفن میں ان کے یہ الفاظ منقول ہیں:

ثم اقیموا حول قبری حتیٰ استانس بکم واعلم ماذا اراجع رسل ربیo

اسی لئے جلد از جلد اس کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی والقمر اذا اتسقo (انشقاق:۱۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اول حالتے کہ بمجرد جدا شدن روح از بدن خواھدشد کہ فی الجملہ اثر حیات سابقہ و الفت تعلق بدن و دیگر معروفاں از بناء جنس خود باقی است وآں وقت گویا برزخ است کہ چیزے ازاں طرف و چیزے ازیں طرف مدد زندگان بمردگان دریں حالت زودترمی رسد و مردگان منتظر لحوق مدد ازیں طرف مے باشند صدقات و ادعیہ و فاتحہ دریں وقت بسیار بکار اومی آید وازیں جاست کہ طوائف بنی آدم تا یک سال و علی الخصوص یک چلہ بعد موت دریں نوع امداد کوشش تمام می نمایند۔

ترجمہ: ''مردے کی پہلی حالت جو کہ فقط جسم سے روح نکلنے کا وقت ہے اس میں کچھ نہ کچھ پہلی زندگی کا اثر اور بدن اور اہل قرابت سے تعلق باقی ہوتا ہے۔ یہ وقت گویا برزخ ہے کچھ ادھر ادھر تعلق اور کچھ اس طرف۔اس حالت میں زندوں کی مدد مردوں کو بہت جلد پہنچتی ہے اور مردے اس مدد پہنچنے کے منتظر ہوتے ہیں اس زمانہ میں صدقہ دعائیں فاتحہ اس کے بہت ہی کام آتی ہیں۔اسی وجہ سے تمام لوگ ایک سال تک خاص کر موت کے بعد چالیس روز تک اس قسم کی مدد پہچانے میں بہت کوشش کرتے ہیں۔''

یہ ہی حال زندوں کا بھی ہوتا ہے کہ اول اول بہت غم پھر جس قدر وقت گزرتا گیا رنج کم ہوتا گیا۔تو منشا یہ ہوتا ہے کہ سال بھر تک ہر آدھے پر صدقہ کریں سال پر برسی اس کے نصف پر ششماہی اس کے نصف پر سہ ماہی کی فاتحہ اس کے بعد نصف یعنی ۴۵ دن فاتحہ ہونی چاہئے تھی۔مگر چونکہ چالیس کا عدد روحانی اور جسمانی ترقی کا ہے اس لئے چہلم مقرر کیا گیا۔پھر اس کا آدھا بیسواں پھر اس کا آدھا دسواں۔

چالیس میں کیا ترقی ہے ملاحظہ ہو۔حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خمیر چالیس سال تک ایک حالت میں رہا۔پھر چالیس سال میں وہ خشک ہوا۔ماں کے پیٹ میں بچہ چالیس روز تک نطفہ پھر چالیس روز تک جما ہوا خون، پھر چالیس روز تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔(دیکھو مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر) پیدا ہونے کے بعد چالیس روز تک ماں کو نفاس آسکتا ہے، پھر چالیس سال کی عمر میں پہنچ کر عقل پختہ ہوتی ہے۔اسی لئے اکثر انبیاء کرام کو چالیس سال کی عمر میں

تبلیغ نبوت دی گئی۔صوفیاء کرام وظیفوں کے چلے یعنی چالیس چالیس روز مشقیں کرتے ہیں تو ان کو روحانی ترقی ہوتی ہے۔موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی حکم ہوا کہ کوہ طور پر آ کر چالیس روز اعتکاف کریں تب تورات دی گئی۔ واذوٰعدنا موسیٰ اربعین لیلۃo (بقرہ:۵۱) انوار ساطعہ نے بیہقی کی روایات سیدنا انس سے بیان کی بحث چہلم کی۔

ان الانبیآء لایترکون فی قبورھم اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ حتیٰ ینفخ فی الصورo

اس حدیث کے معنی زرقانی شرح مواہب نے یوں بیان کئے کہ انبیاء کرام کی روح کا تعلق اس جسم مدفون سے چالیس روز تک بہت زیادہ رہتا ہے۔بعدازاں وہ روح قرب الٰہی میں عبادت کرتی ہے اور جسم کی شکل میں ہو کر جہاں چاہتی ہے جاتی ہے،عوام میں تو یہ بھی مشہور ہے کہ چالیس دن تک میت کی روح کو گھر سے علاقہ رہتا ہے۔ممکن ہے کہ اس کی اصل کچھ ہو۔اس سے معلوم ہوا کہ چالیس کے عدد میں تغیر وتبدل ہے لہٰذا مناسب ہوا کہ چالیس دن پر فاتحہ کی جاوے اور اس کی ممانعت ہے نہیں۔

تیجہ کے متعلق مختلف رواج ہیں: کاٹھیاواڑ میں علی العموم تیسرے دن صرف قرآن پاک ہی پڑھتے ہیں۔پنجاب میں عام طور پر تیسرے دن دودھ اور کچھ پھل پر فاتحہ کرتے ہیں۔یو پی میں تیسرے دن قرآن خوانی بھی کرتے ہیں اور بھنے ہوئے چنوں پر کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہیں ہم پہلے باب میں مولوی محمد قاسم صاحب کے حوالے سے بیان کر چکے ہیں کہ میت کو ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کلمہ پڑھ کر بخشنے سے اس کی مغفرت ہوتی ہے اس میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔تو ایک لاکھ کلمہ طیبہ پڑھوانے کے لئے ساڑھے گیارہ سیر چنے منتخب کئے گئے ہیں کیونکہ اتنے چنے ایک لاکھ ہوجاتے ہیں یہ محض شمار کے لئے ہے اگر اتنی تسبیحیں یا اس قدر گٹھلیاں یا کنکریاں جمع کی جائیں تو اس میں دقت ہوتی ہے کہ ہر شخص اپنے یہاں موت پر لاکھ کنکریاں جمع کرتا پھرے اس لئے چنے اختیار کر لئے کہ اس میں کلمہ کا شمار بھی اور بعد میں صدقہ بھی۔بھنے ہوئے اس لئے تجویز ہوئے کہ کچے چنے لوگ پھینک دیں گے یا گھوڑوں کا دانہ بنا دیں گے۔اس میں بے حرمتی ہے بھنے ہوئے چنے صرف کھانے ہی کے کام آجاویں گے۔

اعتراض ۳: فاتحہ وغیرہ میں ہنود سے مشابہت ہے کہ وہ بھی مردوں کی تیرہویں کرتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ: من تشبہ بقوم فھو منھمo جو کسی قوم سے مشابہت کرے وہ ان میں سے ہے۔" لہٰذا یہ فاتحہ منع ہے۔

جواب: کفار سے ہر مشابہت منع نہیں بلکہ بری باتوں میں مشابہت منع ہے۔پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کام ایسا ہو

جو کہ کفار کی دینی یا قومی علامت بن چکا ہے جس کو دیکھ کر لوگ اس کو کافر قوم کا آدمی سمجھیں جیسے کہ دھوتی، چوٹی، زنار، ہیٹ وغیرہ ورنہ ہم بھی آب زم زم مکہ معظّمہ سے لاتے ہیں ہندو بھی گنگا سے گنگا جل لاتے ہیں۔ہم بھی منہ سے کھاتے ہیں اور پاؤں سے چلتے ہیں کفار بھی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عاشور کے روزہ کا حکم دیا تھا۔حالانکہ اس میں مشابہت یہود تھی۔پھر فرمایا کہ اچھا ہم دو روزے رکھیں گے۔کچھ فرق کر دیا مگر اس کو بند نہ کیا۔اسی طرح ہمارے یہاں کلمہ قرآن پڑھا جاتا ہے مشرکین کے یہاں یہ نہیں ہوتا۔پھر مشابہت کہاں رہی؟اس کی بحث شامی باب مکروہات الصلوٰۃ میں دیکھو۔ہاں جو کام مشابہت کفار کی نیت سے کئے جاویں وہ منع ہیں۔فاتحہ کی پوری بحث انوار ساطعہ میں دیکھو۔

اعتراض ۴: اگر فاتحہ میں بدنی و مالی عبادت کا اجتماع ہے تو چاہئیے نجس چیز خیرات کرتے وقت بھی فاتحہ پڑھ لیا کرو لہٰذا اوپلہ (گوبر) وغیرہ پر بھی فاتحہ پڑھ کر کسی کو دیا کرو۔جب چوہڑا پاخانہ اٹھائے تو تم فاتحہ پڑھ کر اسے گھر سے باہر جانے دو (دیوبندی تہذیب)

جواب: نجس چیز پر اور نجس جگہ تلاوت حرام ہے لہٰذا ان کی خیرات پر تلاوت نہیں کر سکتے۔ڈکار پر الحمدللہ پڑھتے ہیں نہ کہ ریح نکلنے پر کہ وہ نجس اور ناقض وضو ہے۔اسی طرح چھینک پر الحمدللہ کہتے ہیں نہ کہ نکسیر پر۔